بخدمت جناب استاذ محترم دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

بندہ خیریت سے ہے اور خداوند کریم سے آپ کی خیریت نیک مطلوب چاہتا ہے۔ بندہ جامعہ دار العلوم کراچی ہی کا فاضل ہے۔ اور جامعہ اشرف المدارس کراچی میں تخصص فی الافتاء سال دوم کا طالب علم ہے۔ ایک مسئلہ میں کچھ الجھن پیش آگئی ہے جس کے متعلق ہمارے رئیس دار الافتاء استاذ محترم مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم کو بھی شرح صدر نہیں ہو رہا انہوں نے استاذ محترم مفتی محمود اشرف صاحب دامت برکاتہم سے ملنے کو فرمایا بندہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسئلہ سے متعلق الجھن ذکر کی۔ استاذ محترم سے مسئلہ سے متعلق جو گفتگو ہوئی اس سے بھی استاذ محترم مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم کو تشفی نہ ہوئی۔ انہوں نے براہ راست آپ سے ملنے کیلئے فرمایا۔ چنانچہ بندہ نے آپ سے وقت لینے کیلئے آپ کے سیکریٹری (جناب رفعت صاحب) سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ براہ راست ملاقات مشکل ہو گی تحریری طور پر اپنے مسئلہ کو پیش کر دیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ مذکورہ مسئلہ سے متعلق اپنی الجھن تحریری طور پر پیش کی جا رہی ہے۔ برائے مہربانی اس سے متعلق اپنی رائے سے مستفید فرما کر مشکور فرمائیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ عربی اور اردو فتاویٰ میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ جب کسی سے زبردستی طلاق لکھوائی جائے تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اردو فتاویٰ میں جو مثالیں ہماری نظر سے گزری ہیں وہ سب ایسی ہیں کہ جس میں مکرِہ، مکرَہ کے سامنے موجود ہوتا ہے۔ اسے اغواء کر کے یا کہیں اور زبردستی لے جا کر طلاق نامہ وغیرہ پر دستخط کروائے جاتے ہیں۔ ایسی کوئی صورت ہمیں نہیں مل سکی جس میں یہ ہو کہ مکرِہ کسی کو فون پر قتل کی دھمکی دے کر کہے کہ اگر تم نے طلاق نامہ پر دستخط نہ کئے تو تمہیں جان سے مار دیں گے۔ جبکہ عربی کتب میں زبردستی کنایۃً طلاق کا ذکر ہے لیکن ایسی کوئی صورت نظر سے نہیں گزری جس کی بناء پر کوئی فیصلہ کیا جا سکے۔ لہٰذا پوچھنا یہ ہے کہ اکراہ کے متحقق ہونے کیلئے مکرِہ کا مکرَہ کے سامنے موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر دور سے کسی کو فون پر قتل کی دھمکی دی جائے اور اسے یقین ہو کہ اگر میں نے طلاق نامہ پر دستخط نہ کئے تو وہ مجھے جان سے مار دیں گے تو کیا یہ اکراہ شمار ہو گا یا نہیں؟ بعض کتب کی عبارات (منسلکہ صفحہ میں مذکور ہیں) سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مکرِہ غائب ہو جائے تو اکراہ زائل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض کتب میں صراحت کے ساتھ عاجلاً کی قید بھی مذکور ہے اور ان میں سب سے صریح عبارت " **الفقہ الاسلامی وادلتہ**" کی ہے ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اکراہ کے متحقق ہونے کیلئے مکرِہ کا مکرَہ کے سامنے موجود ہونا ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اکراہ کے متحقق ہونے کی دیگر شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مکرَہ کو پورا یقین ہو کہ اگر

دار الافتاء

میں نے اس کی بات نہیں مانی تو وہ مجھے فوراً اسی وقت جان سے مار دے گا۔ جبکہ "درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام" میں مذکور ہے کہ مکرَہ کو مطلقاً خوف ہو خواہ عاجلاً ہو یا آجلاً۔ اسی طرح یہ بھی مذکور ہے کہ مکرِہ سے مطلقاً عاجلاً ہو یا آجلاً ہو۔ اور آگے (رد المحتار) کا حوالہ ذکر کیا ہے۔ چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عاجلاً کی قید کوئی ضروری نہیں ہے۔ اب جہاں ایک طرف فتاویٰ شامی اور درر الحکام کی عبارت ہے وہیں "مبسوط سرخسی"، ھندیہ، خانیہ، شرح المجلۃ للاتاسی، مجمع الانہر، الفقہ الاسلامی وادلتہ جیسی کتب کی عبارتیں بھی موجود ہیں جو اس کے خلاف ہیں ان عبارات کے مابین تطبیق کی کیا صورت ہوگی۔ ان عبارات سے یہ بات واضح نہیں ہو پا رہی کہ اکراہ کے متحقق ہونے کیلئے مکرِہ کا مکرَہ کے سامنے موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ یعنی زمانًا اگر کسی کو طلاق نامہ پر دستخط کرنے کیلئے فون پر قتل کی دھمکی دی گئی اور مکرَہ کو یقین ہے کہ اگر میں نے دستخط نہیں کیے تو مکرِہ مجھے جان سے مار دے گا اگرچہ فی الفور دور ہونے کی وجہ سے وہ اسے نہیں مار سکتا تو کیا اس صورت میں اکراہ متحقق ہوگا یا نہیں؟ اور مکرَہ کے دستخط کرنے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

نمبر ۲۹/۱۵۹

اور ساتھ ہی میں جامعہ دار العلوم کراچی کا ایک فتویٰ آیا ہے (اس فتوے کی فوٹو کاپی بھی ساتھ ہی منسلک کر دی گئی ہے) جس میں آنجناب کے دستخط بھی موجود ہیں۔ اس فتویٰ میں بظاہر عرف کو دار و مدار بناتے ہوئے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ جہاں تک موجودہ زمانے کا عرف ہے تو اس میں اکراہ کے تحقق کیلئے یہ ضروری نہیں کہ مکرِہ بوقت اکراہ مکرَہ کے سامنے موجود ہو بلکہ مکرِہ کی غیر موجودگی میں بھی اکراہ متحقق ہو سکتا ہے اگر عرف کو دار و مدار بنایا ہے تو وہ عرف کیا ہے؟ جس کی بنا پر تمام مستند کتب کی عبارتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے مزید مسئلے کی وضاحت کیلئے ہمارے دار الافتاء میں جس مسئلے سے متعلق مذکورہ الجھن پیش آئی ہے اس کی فوٹو کاپی بھی ساتھ ہی بھیجی جا رہی ہے۔ براہ کرم اس تمام تفصیل کو ملاحظہ فرما کر آپ ہمیں اپنی قیمتی رائے سے مستفید فرمائیں۔

دار الافتاء

جزاکم اللہ خیرا

دعاؤں کا طالب

انوار السادات (طالب علم تخصص فی الافتاء سال دوم)

جامعہ اشرف المدارس کراچی

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

واضح رہے کہ اکراہ کا دار و مدار بنیادی طور پر دو چیزوں پر ہے۔

(الف) مکرِہ اس فعل کو وجود میں لانے پر قادر ہو جس کی وہ دھمکی دے رہا ہے۔

(ب) مکرَہ کو اس بات کا یقین یا ظن غالب ہو کہ اگر میں مکرِہ کی بات نہ مانوں تو مجھے یہ قتل کر دے گا یا شدید زخمی کر دے گا وغیرہ۔

یہ دونوں شرائط ایسی ہیں جو تمام فقہائے احناف کے ہاں مسلم ہیں، جیسا کہ المبسوط للسرخسی، شرح المجلہ للاتاسی، فتاویٰ ہندیہ، الدر المختار، مجمع الانہر اور دوسری کئی کتابوں میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ اکراہ کے معتبر ہونے کیلئے ان دونوں شرائط کا پایا جانا ضروری ہے عبارت یہ ہے:

المبسوط للسرخسي - (24 / 39)

فَالْمُعْتَبَرُ فِي الْمُكْرِهِ تَمَكُّنُهُ مِنْ إيقَاعِ مَا هَدَّدَهُ بِهِ، فَإِنَّهُ إذَا لَمْ يَكُنْ مُتَمَكِّنًا مِنْ ذَلِكَ، فَإِكْرَاهُهُ هَذَيَانٌ.
وَفِي الْمُكْرَهِ الْمُعْتَبَرُ أَنْ يَصِيرَ خَائِفًا عَلَى نَفْسِهِ مِنْ جِهَةِ الْمُكْرِهِ فِي إيقَاعِ مَا هَدَّدَهُ بِهِ

اب یہ دونوں شرائط جہاں پائی جائیں گی تو وہاں اکراہ کا تحقق ہوگا اور جہاں ان میں سے کوئی ایک شرط بھی نہیں پائی جائے گی تو وہاں اکراہ کا تحقق نہیں ہوگا، اسی لئے علامہ علاؤالدین الحصکفیؒ نے فرمایا کہ اکراہ مختلف اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، عبارت یہ ہے:

الدر المختار (6 / 129)

وهو يختلف باختلاف الأشخاص

کیونکہ بعض اوقات کوئی شخص کسی ایک شخص پر تو اپنا فعل واقع کر سکتا ہے لیکن دوسرے شخص پر وہ فعل واقع نہیں کر سکتا، اسی وجہ سے پہلے شخص کے حق میں اکراہ متحقق ہوگا جبکہ دوسرے شخص کے حق میں اکراہ متحقق نہیں ہوگا۔ اسی طرح بعض اوقات مکرِہ اس بات پر بھی قادر ہوتا ہے کہ مکرَہ اس کے سامنے موجود نہ ہو مگر وہ اس پر فعل اکراہ کا تحقق کر سکے، مثلاً مکرِہ اس بات پر قادر ہو کہ وہ کسی جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ مکرَہ پر اس فعل کو واقع کر دے جس کی وہ دھمکی دے رہا ہے، یا کسی شخص کو بھیج کر دھمکی نافذ کر دے جیسا کہ آجکل عام مشاہدہ ہے، اس وجہ

Scanned by CamScanner

سے ایسی صورت میں اکراہ معتبر ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو کہے کہ اگر آپ نے اپنی بیوی کو تین دن کے اندر طلاق نہ دی تو میں تجھے قتل کردونگا، اور وہ واقعۃً اس کو قتل کرنے پر قادر ہو، اور مکرَہ کو اس بات کا یقین یا ظن غالب بھی ہو کہ اگر میں نے بیوی کو طلاق نہ دی تو یہ مجھے قتل کردے گا تو ایسی صورت میں اس شخص نے اپنی بیوی کو تحریری طور پر تین طلاقیں لکھ کر دیں تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ مکرہ کیلئے ہر وقت یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اتنی مدت کے اندر اپنا گھر چھوڑ کر بیوی بچوں سمیت کسی دوسری جگہ مستقل طور پر منتقل ہوجائے۔

جہاں تک اکراہ کیلئے عاجلاً کی قید ہے تو یہ ایسی شرط نہیں جس پر اکراہ کا تحقق موقوف ہو بلکہ اس کے بغیر یعنی آجلاً بھی اکراہ متحقق ہوسکتا ہے، اسی وجہ سے بعض فقہائے احناف نے عاجلاً کی قید نہیں لگائی، نیز ان کے علاوہ جن فقہائے کرام نے عاجلاً کی قید لگائی ہے ان کے نزدیک بھی وجہ یہ تھی کہ چونکہ آجلاً کی صورت میں مکرَہ کو اپنے دفاع کا موقع حاصل ہوجاتا ہے اور وہ طبعی طور پر اس وقت مجبور نہیں ہوتا اس وجہ سے اکراہ متحقق نہیں ہوگا، کما فی العبارۃ المذکورہ:

وفي المكره المعتبر أن يصير خائفا على نفسه من جهة المكره في إيقاع ما هدد به عاجلا، لأنه لا يصير ملجأ محمولا طبعا إلا بذلك،

الفتاوى الهندية – (5 / 35)

لیکن آج کل کے دور میں اکثر آجلاً بھی مکرَہ اس کام کو کرنے پر مجبور ہوتا ہے، اسلئے کہ موجودہ زمانے میں عموماً یہ صورت پائی جاتی ہے کہ پہلے دھمکی دی جاتی ہے اور اس کے مطابق عمل نہ کرنے کی صورت میں آئندہ کسی وقت بھی اس دھمکی کو عملی شکل دی جاتی ہے، جبکہ عموماً مکرَہ کیلئے اس علاقے سے دوسری جگہ منتقل ہونا بھی مشکل ہوتا ہے اور اپنی دفاع کیلئے اگر وہ کوئی قانونی چارہ جوئی کرے (مثلاً پولیس وغیرہ سے مدد طلب کرے) تو اس میں بھی اس کے دفاع کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا، اسی لئے موجودہ زمانے کے حساب سے علامہ شامیؒ کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے، یعنی اکراہ کے تحقق کیلئے مکرِہ کا مکرَہ کے سامنے موجود ہونا ضروری نہیں، بلکہ مکرِہ کی غیر موجودگی میں آجلاً بھی اکراہ کا تحقق ہوسکتا ہے بایں طور کہ کام کرتے وقت مکرَہ کے دل میں یہ ظن غالب ہو کہ اگر میں یہ کام نہ کروں تو یہ لوگ مجھے قتل کردینگے یا نقصان پہنچادینگے، اور مکرِہ اس کو قتل یا نقصان پہنچانے پر قادر بھی ہو، اور حالات ایسے ہوں کہ جن میں مکرَہ کیلئے بچاؤ کا سامان موجود نہ ہو اگرچہ اس وقت عملاً قتل یا نقصان متحقق نہیں۔

Scanned by CamScanner

وفي مجموعة رسائل ابن عابدين ص ١١٥

قال في القنية: ليس للمفتي ولا للقاضي ان يحكما على ظاهر المذهب ويتركا العرف————— والله اعلم بالصواب

نثار اختر

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۳ جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ

۲۳ اپریل ۲۰۱۴ء

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۲۳-۶-۳۵ھ

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفراللہ
۲۳/۶/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
۲۳/۶/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
۲۵/۶/۱۴۳۵

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۲۵/۶/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
۲۵/۶/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ
۲۶/۶/۱۴۳۵ھ